Lesson 2: Hud (Ayaat 25- 49): Day 8

سورہ ہود کی تفسیر

حضرت نوح نے اللہ کا پیغام پہنچانے کا حق بھی ادا کیا، کوئی کمی نہیں کی۔ لیکن جن کے نصیب میں ہدایت نہیں ہوتی وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی دیر چاہا حضرت نوح ان کو بلاتے رہے، لیکن جب حجت تمام ہوئی اور جب اللہ کی مشیت کو یہ بات معلوم تھی کہ جنہوں نے اسلام قبول کرنا ہے وہ کر چکے۔

وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

نوح پر وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے بس وہ لا چکے، اب کوئی ماننے والا نہیں ہے ان کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑو ﴿٣٦﴾

وَأَوْحَىٰ مجہول ہے، یعنی کس کی طرف سے ہوئی یہ نہیں پتہ چل رہا۔

اپنے اوپر لیں، جس کو نصیحت ملنی تھی مل گئی۔ اب میرے لوگوں میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا یہ کتنی بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے آج ہم میں سے کسی کو کہہ دیا جائے کہ تمہارے رشتے داروں میں سے جن کو اللہ نے دین کی سمجھ دینی تھی دے دی اور جو باقی ہیں ان میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ اگر تو صاحب دل ہیں اس بات سے دکھ محسوس کریں گے۔ اور اگر ہم کہیں ٹھیک ہے جہاں رہیں خوش رہیں تو پھر کوئی بھی کیفیت ہو۔

لیکن ایک سچا دین دار اس بات پر کبھی بھی چپ ہو کر نہیں بیٹھتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ - ان کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑو۔

جو کچھ وہ کر رہے ہیں آپ اس پر غمگین نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ نبی حساس دل کے مالک ہوتے ہیں، ان کو اپنی قوم، برادری اور رشتہ داروں سے محبت ہوتی ہے تو جب یہ پتہ چل گیا کہ اب ان میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا تو اس کو سن کر حضرت نوح تڑپیں گے، بے چین ہوں گے۔

تَبْتَئِسُ بِءِيسٍ۔ اس کا مطلب ہے تکلیف کی حالت میں۔

حضرت نوح کی کیا حالت ہوگی کہ اللہ کا کہنا پڑا۔ کہ آپ اس پر غم نہ کیجیے کیوں کہ اب یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے اللہ کو پتا ہے اب کیا کیجئے۔

ہر نبی کی آخری زندگی میں یہ ہوتا ہے پیغام دے دیا، حجت پوری ہوگی تو میں نہیں مانتی تو آخر میں نبی ایک دعا کرتے ہیں اور اس دعا کے نتیجے میں اُس قوم پر عذاب آتا ہے۔ حضرت نوح نے تبلیغ کہ بات نہ بنی تو انہوں نے دعا کہ تھی کہ: اے اللہ زمین پر ایک بھی کافر بسنے والا نہ رہنے دے کیوں کہ اب اگر یہ اور ایمان نہ لائیں گے تو ان کی نسلوں میں سے فاجر اور کافر ہی پیدا ہوں گے۔

اس دعا کے بعد یہ خبر ملی کہ اب عذاب کا وقت قریب ہے۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٣٤﴾

اور ہماری نگرانی میں ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنانی شروع کر دو اور دیکھو، جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے حق میں مجھ سے کوئی سفارش نہ کرنا، یہ سارے کے سارے اب ڈوبنے والے ہیں ﴿٣٤﴾

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نوح کو انسٹرکشنز / ہدایات مل رہی ہیں۔ کیوں کے اس سے پہلے کبھی بھی کسی نے کشتی نہیں بنائی تھی، کشتی بنانے کا فن الہامی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے خاص بنا دیا۔

بِأَعْيُنِنَا ہماری کسٹڈی میں بناؤ۔ یہ چیز میری آنکھوں کے سامنے بناؤ۔ مطلب جو میں کہوں جیسے کہوں ویسا بناتے جاؤ۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھانے کا انداز تھا۔

ظالم کون ہیں جو جھٹلا چکے چاہے اپنے ہی تھے۔ چاہے گھر والے تھے کوئی سفارش کوئی دعا کوئی درخواست ان کی طرف سے نہ دیجیے گا کیوں کہ اب وقت گزر گیا۔ اب یہ سب غرق کیے جائیں گے۔ یہ سب اب ڈبو دیے جائیں گے۔ ان کو پیچھے کیا جائے گا۔ سورۃ نوح میں بھی آتا ہے۔

۔۔۔ ان کو غرق کیا گیا اور یہ آگ میں داخل کر دیے گئے۔

اب آپ دیکھیے کہ حضرت نوح کے دل پر کتنی چوٹ تھی کہ یہ سب آپ کے سامنے ڈبو دیے جائیں گے۔ نبی نے سوال نہیں پوچھے؛ کشتی کیوں بناؤں، پانی تو ہے ہی نہیں، ہو گا کیا پہلے مجھے بتائیے۔

جو کہا بس چپ کر کے کر دیا۔

وَيَصْنَعُ الْفُلَ ۚ وَكَلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأَ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۗ قَالَ إِنْ تَسْخَرُونَ مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾

نوح کشتی بنا رہا تھا اور اس کی قوم کے سرداروں میں سے جو کوئی اس کے پاس سے گزرتا تھا وہ اس کا مذاق اڑاتا تھا اس نے کہا "اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنس رہے ہیں ﴿٣٨﴾"

جب حضرت نوح اور اہل ایمان کشتی بنا رہے تھے تو پاس سے گزرنے والے مذاق اڑاتے تھے۔

نبی ہو کر کشتی بنانے لگ گئے۔ کل تک نبی تھے آج بڑھئی بھی بن گئے۔

اچھا جی! یہ خشکی پر کشتی چلے گی۔

ان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ عذاب آرہا ہے۔ کافر سطحی سوچ رکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے اشارے نہیں نظر آتے، اس کے برعکس بندہ مومن کی فراست بہت قیمتی چیز ہوتی ہے وہ وقت آنے سے پہلے کشتیاں بنا لیتا ہے۔ بارش پڑنے سے پہلے چھپر ڈال لو۔

بالکل یہی کیفیت ہوتی ہے ابھی عذاب آیا نہیں لیکن نبی اللہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے، اس سے بچنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا یہ جو آپ کا مذاق اڑا رہے ہیں، کوئی بات نہیں ان کو اڑانے دو۔

-- اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنس رہے ہیں۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾

عنقریب تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اُسے رسوا کر دے گا اور کس پر وہ بلا ٹوٹ پڑتی ہے جو ٹالے نہ ٹلے گی" ﴿٣٩﴾

یہاں آپ دیکھیں مذاق اڑانے کی بات ہے۔۔ ہم تمہارا مذاق اڑاتے ہیں کہ جب عذاب آئے گا اور تم اس میں ڈوب رہے ہو گے تو گویا کہ اپنے حال سے تمہارا مذاق اڑایا جا رہا ہو گا۔ کہ جس سے تم نے

انکار کیا۔ جب تمہیں جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس وقت جو تمہاری کیفیت ہوگی وہ خود تمہارا مذاق اڑائے گی۔ اور اس کو بابِ مشاکلہ کہتے ہیں۔ یعنی فعل کے جواب میں فعل کہنا۔

اب اللہ کی طرف نبی کا یا کام نہیں ہوتا کہ مذاق اڑایا جائے لیکن زمانہ حال سے یہ مذاق اڑائے جا رہے تھے کہ تمہیں نہیں پتا کہ کل تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔

یہاں عذابِ قبر کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جب عذاب آتا ہے تو عذابِ قبر ملتا ہے اور اس کے بعد آخرت کے عذاب ہے۔

سورۃ نوح آیت 25؛

مِمَّا خَطِيئَتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأَذِنُوا نَارًا (آخر) وہ اپنے گناہوں کے سبب پہلے غرقاب کر دیئے گئے مرتے کون داخل ہوتا ہے آگ میں؟ ان کی قبروں کو اللہ آگ کی بنا دیتا ہے۔

سورۃ مومن آیت 44، 45؛

آلِ فرعون کا تذکرہ ہے کہ آگ پر پیش کیے جاتے ہیں صبح اور شام کو اور جب قیامت قائم کی جائے گی کہا جائے گا آلِ فرعون کو کہ آگ میں داخل ہو جاؤ۔

قومِ نوح بھی پانی بھی ڈبونی گی تھی اور قومِ فرعون بھی یعنی فرعون اور اس کے ساتھی بھی پانی میں ڈبوئے گئے تھے۔ ان کا ذکر اکٹھا آتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ جب معراج پر گئے تو آپ نے کچھ لوگوں کو آگ کی طرف جاتے دیکھا، تو اس سے پتا چلا کہ عذاب قبر برحق ہے۔

اب عذاب کی آمد دیکھیں؛

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۖ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ
الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٢٠﴾

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آگیا اور وہ تنور ابل پڑا تو ہم نے کہا "ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لو، اپنے گھروالوں کو بھی سوائے اُن اشخاص کے جن کی نشان دہی پہلے کی جا چکی ہے اس میں سوار کر دو اور ان لوگوں کو بھی بٹھالو جو ایمان لائے ہیں" اور تھوڑے ہی لوگ تھے جو نوحؑ کے ساتھ ایمان لائے تھے ﴿۲۰﴾

حضرت نوح کی قوم پر جب عذاب آیا تو زمین سے پانی نکلا۔

وَفَارَ ۖ فور سے ہے، فوارہ بھی اسی سے ہے۔ فور امراد ہے۔ بہت جوش سے آیا۔

تندور کیا تھا اس کے بارے میں مختلف قسم کی تفسیر ملتی ہیں۔

ایک روٹی پکانے والا تندور۔

جیسے آسمان سے بارش برسی تو زمین سے بھی پانی برسنا۔

تندور سے مراد زمین کی سطح۔ زمین کی کرسٹ سے بھی پانی نکلا۔

تندور کو فارسی کا لفظ سمجھا جائے تو نور نار سے نکلنے والی جگہ۔ وہ جگہ جہاں سے آگ نکلی۔

وادی سے پانی نکلنے والی جگہ کو تندور کہتے ہیں۔

ایک خاص مخصوص علاقہ کا نام بھی ہے۔

خلاصہ: زمین کے اندر سے بھی پانی نکلا تھا۔

ابن عباس کا قول ہے کہ یہ ایک خاص جگہ پر موجود جگہ وہ وہاں سے زمین کے اندر سے پانی نکلا تھا۔

ہمارے لیے بات ہے کہ جب اللہ کی پکڑ آتی ہے تو نہ زمین کسی کو پناہ دیتی ہے نہ آسمان دیتا ہے۔

-- دو حصہ کیوں کہا۔ جوڑا جوڑا کیوں کہ اللہ نے نسلوں کو آگے بڑھانا تھا، نر اور مادہ۔

اللہ نے حضرت نوح کو ہر جوڑے کو رکھنے کا کہا تا کہ بعد میں دنیا کی آبادی قائم رہے۔

سورۃ قمر کی آیت 11، 12

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ

قُدِيرٍ ﴿١٢﴾

تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں

تبدیل کر دیا ﴿١١﴾ اور یہ سارا پانی اُس کام کو پورا کرنے لیے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا ﴿١٢﴾

دونوں پانی سے کیا مراد ہے؟ زمین اور آسمان کا پانی۔ کبھی سیلاب آتا دیکھا ہے اور اگر آسمان سے بھی اتنا پانی آ رہا ہو؟ 6 ماہ تک آتا رہا۔ 10 محرم کو کشتی جو دی پہاڑ پر لگی تھی۔ اللہ نے کہا سب کو ڈال دو اب جن کے بارے میں حکم تھا کہ ان کو نہ داخل کرو ان میں حضرت نوح کی بیوی اور آپ کا ایک بیٹا شامل تھا جس کا نام یان تھا، اسی بیوی سے تھا۔

اور آپ کے تین بیٹے ہام، سام اور یافث یہ کشتی میں سوار ہو گئے ان تین سے آپ کی آگے نسلیں چلی تھیں۔ سام اور اس کی اولاد سے قوم عاد اور قوم ثمود تھی۔ حضرت ابراہیم سب سامی نسل سے تھے۔ ہام اور یافث دوسرے علاقوں میں تھے ان سے آگے نسلیں چلیں۔ لیکن یام اور ان کی ماں ڈبو دیے گئے۔ کس طرح سے؛

قیامت کی منظر کشی جب کوئی رشتہ کسی دوسرے کے کام نہ آئے گا۔

وَقَالَ اِنَّ كَبُوًا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٰلَهَا وَمَرْسٰلَهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢١﴾

نوح نے کہا "سوار ہو جاؤ اس میں، اللہ ہی کے نام سے ہے اس کا چلنا بھی اور اس کا ٹھہرنا بھی، میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے" ﴿٢١﴾

کس میں سوار ہو جاؤ؟ کشتی۔ یہ کشتی میں بیٹھنے کی دعا بھی ہے اور۔۔ جاری ہونا چلنا۔

پانی کی ہماری کی طرح۔

مَجْرٰلَهَا چلنے کی جگہ۔

وَمُرْسِيهَا رَسًا ورنے کی وقت یا جگہ۔

یعنی زمین ظالوں سے پاک ہوگی، سب نیک لوگ کشتی میں سوار ہو گئے اور کشتی چل پڑے گی۔

وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يُبَيِّنُ لَهُمْ مَعْنَىٰ وَلَا تَكُنْ

مَعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٢﴾

کشتی ان لوگوں کو لیے چلی جا رہی تھی اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھی نوح کا بیٹا دور

فاصلے پر تھا نوح نے پکار کر کہا "بیٹا، ہمارے ساتھ سوار ہو جا، کافروں کے ساتھ نہ رہ" ﴿٢٢﴾

ایک طرف اللہ کا نبی ساڑھے نو سو سال کی خدمت میں اللہ کے ہاں اس کا اتنا مقام اور دوسری طرف اپنا بیٹا۔ نوح کشتی میں بیٹے کو پکارتے ہیں۔ بیٹا کہا تھا مَعْزِلٍ ع زل، کنارے کو کہتے ہیں۔ ہٹنا پیچھے کو ہو جانا۔ ایک کنارہ جس کی طرف جانے سے انسان مصیبت سے بچ جائے۔

باپ کیا پکارتا ہے۔ یُبَيِّنُ لَهُمْ مَعْنَىٰ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔

وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكٰفِرِيْنَ اور کافروں کا ساتھی نہ بن۔ ان کی دوستی ان کی صحبت تمہیں خراب کر دے گی۔ کہتے ہیں حضرت نوح کا بیٹا تھا تو مسلمان لیکن صحبت بری ہو گئی۔

جب حضرت نوح کشتی میں سوار ہوئے تو کہا بیٹا تم بھی آ جاؤ تو بیٹے کا جواب سنیے، مادی سہاروں پر تکیہ کرنے والوں کا جواب کیا ہوتا ہے جب ان کو علم کی کشتیوں میں سوار ہونے کا کہا جائے تو کہنے لگا؛

قَالَ سَأُوْتِي إِلَىٰ جَبَلٍ يُّعَصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ وَحَالَ
بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٢٣﴾

اُس نے پلٹ کر جواب دیا "میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھا جاتا ہوں جو مجھے پانی سے بچالے گا" نوح نے کہا، آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے" اتنے میں ایک موج دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا ﴿٢٣﴾

اولاد کافروں کے اثر میں آتے ہوئے ایمان والے باپ کی قدر نہ کر سکی۔ کہنے لگا یہ کشتی تو ٹوٹی ہوئی ہے اتنے بڑے سمندر میں یہ موجوں کا کیا بوجھ اٹھائی گی۔ میں ایک بلند پہاڑ پر چڑھوں گا۔ اشارہ ہے میٹیریا لیزم / مادیت پرستی کی طرف۔ دل میں ایمان ہوتا ہے تو اللہ کے سہاروں پر بندہ بھروسہ کرتا ہے اور جب دل میں ایمان نہیں ہوتا تو انسان مادی سہاروں کو سب کچھ سمجھتا ہے۔

باپ نے سمجھانے کی کوشش کی۔ نوح کا بیٹا ڈوب گیا۔ بات چل رہی تھی باپ بیٹے کے درمیان کہ باپ کی آنکھوں کے سامنے بیٹا ڈوب گیا۔

اللہ نے باپ کی آنکھوں کے سامنے کیوں ڈبویا۔ اپنے پیاروں کو بے دینی میں ڈوبتے دیکھنا اپنی جگہ ایک عذاب ہے۔ ان کو غلط کام کرتے دیکھنا اور ٹس سے مس نہ ہونا یہ بھی ایک عذاب ہے۔ نوح جنہوں نے اللہ کا پیغام پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، انہوں نے بیٹے کو بھی سمجھایا تھا لیکن۔۔ اس میں چپکنے کی صلاحیت ہی نہیں تھی۔ اور ضرب المثل بن گئی یہ بات کہ نوح کے گھر میں نافرمان پیدا ہوا۔ اللہ ایسا کبھی نہ کرے۔ آمین

اللہ نے نوح کے سامنے ان کے بیٹے کو ڈبویا۔ ایک تو نوح کو صدمہ ملا۔ دوسری بات ہے یقین بھی مل جاتا ہے جس پیارے کو مرنا دیکھ لیتے ہیں ان کی موت کا یقین آجاتا ہے۔ اور جن کو مرتے ہو انہ دیکھا ہو تو ان کی موت کا یقین نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں لوگوں کو یہ دکھا دیا کہ اللہ پر کسی کا زور نہیں چلتا۔

اللہ کے نبی ﷺ کی اپنی گود اور آپ کا بچہ ابراہیم جان کنی کی حالت میں ہے اور پھر اس نے آپ کی گود میں جان دی آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے اور پھر آپ نے فرمایا: ابراہیم تیری موت پر ہمارا دل اُداس ہے ہماری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں لیکن ہماری زبان یہی کہے گی کہ ہم اللہ کے فیصلے پر خوش ہیں۔ نبی کے ہاتھوں میں ان کے سامنے ان کی اولادیں جارہی ہیں اور وہ کچھ نہیں کر پارہے تو کیا ہمارے اور آپ کے لیے کریں گے۔

اب ہوا کیا:

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَسْمَأِ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ

بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٢﴾

حکم ہوا "اے زمین، اپنا سارا پانی نگل جا اور اے آسمان، رک جا" چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا، فیصلہ چکا دیا گیا، کشتی جو دی پر ٹک گئی، اور کہہ دیا گیا کہ دور ہوئی ظالموں کی قوم! ﴿٢٢﴾

جب تک اللہ کا حکم تھا پانی آتا رہا اور جب عذاب ختم ہونا تھا تو زمین سے کہا اپنا پانی واپس نگل لے۔

اَقْلَعِي کہتے ہیں تھمنے کو۔ قلعی بھی اسی سے ہے۔ تھم جانا۔

کوہِ ارارات میں جو دی نام کی چوٹی ہے بہت دشوار گزار پہاڑی راستہ ہے۔ آذربائی جان کے ترکی کے قریب ہے یہ جگہ۔ کسی جہاز کے پائلٹ کے کشتی نما چیز بھی دیکھی تھی۔ قرآن کا بھی فرمان ہے کہ کشتی بھی محفوظ ہے۔ جیسے فرعون کی ڈیڈ باڈی کو محفوظ کیا گیا ہے۔ یہ کشتی اللہ کی نشانی بن کر دنیا والوں کے سامنے ہوگی۔ اب بھی وہ کشتی محفوظ ہے یہ قیامت کے قریب دنیا والوں کے سامنے آئے گی اور لوگ اسے دیکھیں گے۔

اس بات کی نشانی کے توکل کے نام کی بنی کشتی کبھی نہیں تباہ ہوتی۔

یہ ایک ایمان والے کی کشتی ہوتی ہے۔

وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكَمِينَ ﴿٣٥﴾

نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا کہا "اے رب، میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے" ﴿٣٥﴾

حضرت نوحؑ کا انداز دیکھیں کیسے بات کرتے ہیں۔ نبیوں کو اللہ سے بات کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔ کوئی شکوہ نہیں کرتے۔ حضرت نوحؑ سمجھے تھے کہ اہل میں میری اولاد آتی ہے لیکن اللہ نے بتادیا؛

قَالَ يٰ نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي

أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٦﴾

جواب میں ارشاد ہوا "اے نوح، وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، وہ تو ایک بگڑا ہوا کام ہے، لہذا تو اُس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت تو نہیں جانتا، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنالے" ﴿۴۶﴾

اس کے اعمال بڑے غیر صالح ہیں اس کے نظریات اس کے عقائد، کردار سب کفر میسڈ ہیں۔ آپ کے گھر میں سے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نبی کا گھر انا نسب سے نہیں چلتا ایمان اور عمل صالح سے بنتا ہے۔ تو کسی کا آپ کے صلب سے پیدا ہو جانا اس کے ایمان والے ہونے کی دلیل نہیں ہے تو لھذا!۔ لہذا تو اُس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت تو نہیں جانتا، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنالے"

سورۃ الانعام آیت 35 میں نبیؐ سے بھی اسی طرح سے بات کی گئی تھی۔ یہ ہے نبیوں کا اختیار جہاں تک اللہ کی بات ہوتی ہے وہاں تک بات ہے اور اس کے بعد میں بات ختم۔

اس کے بعد حضرت نوح کو پتا چل گیا بھول گئے بیٹے کو اپنے ایمان کی فکر پڑ گئی۔ انا نہیں تھی نا اندر، عاجزی تھی، کہنے لگے:

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۴۷﴾

نوحؑ نے فوراً عرض کیا "اے میرے رب، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اگر تو نے مجھ معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گا" ﴿۴۷﴾

اللہ مجھے معاف کر دے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں کوئی ایسا سوال نہ کر دوں جو مجھے خود نہیں پتہ۔
یہ ہوتے ہیں عبد اللہ کی ناراضگی کے ڈر سے فوراً پیچھے ہو گئے اور کہا اللہ مجھے کوئی پروا نہیں میرے بیٹے
کے ساتھ جو مرضی کر دے۔

قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّنْ مَعَكَ وَأُمَّمٌ سَنُنَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ
مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٨﴾

حکم ہوا "اے نوح اتر جا، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے
ساتھ ہیں، اور کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کو ہم کچھ مدت سامان زندگی بخشیں گے پھر انہیں ہماری
طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا" ﴿٢٨﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے کہا کہ اب اتر جاؤ، چھ ماہ تک سیلاب آیا رہا پھر سلامتی سے کشتی اپنی جگہ
رکی، اب آپ کے تین بیٹوں سے نسل چلائیں گے سب دنیا اب آپ کی طرف آئے گی اور تمہیں اللہ
دے گا آگے سے آگے۔

عمل کی بات؛

اور کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کو ہم کچھ مدت سامان زندگی بخشیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے درد
ناک عذاب پہنچے گا"

کون سی قومیں بعد میں قوم عاد اور ثمود ان کی طرف اشارہ ہے۔

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ إِنَّ
الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٢٩﴾

اے محمدؐ، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے
تھے اور نہ تمہاری قوم، پس صبر کرو، انجام کار متقیوں ہی کے حق میں ہے ﴿٢٩﴾

یعنی آپ اپنا کام کرتے جائیں انجام اچھا ہو گا۔ حضرت نوح کے حالات سے یہ بات آپ کو بھی پتا چل
جانی چاہیے کہ جب سے وہاں ایمان والوں کی بچت ہوئی اسی طرح آخر میں آپ کی بھی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کے بیٹے کو ان کی آنکھوں کے سامنے کیوں ڈبویا۔

عمل کی باتیں؛ نسلوں کی فکر۔ ہماری نسل کا کیا بنے گا۔ اللہ حضرت نوح کی نسل کے سامنے ہم سب کو
رکھتا ہے کہ دیکھو اگر باپ نبیؑ بھی بن جائے تو کفر آپ کو فائدہ نہیں دے گا۔ اور اگر شوہر داعی دین
بن جائے ساڑھے 9 سو سال تبلیغ بھی کرتا رہے فائدہ نہیں دے گا۔

حضرت نوح پہلے بیٹے کی محبت میں چُور دکھتے ہیں اور اسے بلاتے ہیں، یہ بلانا محبت کے ساتھ ہی تھا۔ اللہ
سبحانہ و تعالیٰ کا حکم آیا تو بیٹے کو بھول کر اپنی فکر میں پڑ گئے کہ ایمان نہ ڈوب جائے۔

نبی کا بیٹا کیوں ڈوبا؟ کیا نبی نے حق ادا نہیں کیا؟ کیا نبی نے ان کو نہیں بتایا؟

مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت نوح نے دوسروں کو دین کی اتنی دعوت دی لیکن
اپنے بیٹے کو نہ کہا ہو۔ لیکن باہر کے ماحول کا اثر اتنا شدید تھا کہ باپ کی بات اثر نہ کر سکی۔

اس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبیوں کا اختیار بھی دکھایا ہے کہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت نوح مبلغ، داعی تھے لیکن ہادی نہیں تھے۔

یہ چیز انسان کو بہت سکون دیتی ہے کہ میں جتنا کر سکتا تھا وہ کیا لیکن اس کے بعد اب نتیجہ اللہ کے ذمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء اکرام کی صورت میں ہمارے لیے مختلف مثالیں رکھی ہیں۔

حضرت نوح کا بیٹا نہ بچ سکا، تو حضرت ابراہیم کا باپ نہ بچ سکا۔ ادھر بیٹا مجبور ہے تو یہاں باپ مجبور ہے کیوں کہ الہادی اللہ کی ذات ہے تو یہ سوچ کہ نبی سب کچھ کر سکتے ہیں یہ غلط ہے۔

آج کے دور میں یہ عقائد چند ولیوں کے بارے میں بھی ہے کہ اللہ ان کی نہیں موڑتا اللہ ان کی ضرور سنتا ہے۔ چلتے چلتے اللہ کے راستے میں بندہ ایک ایسے درجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ اس کی ہر بات مانتا ہے۔

حضرت نوح نے کوئی شکوہ کیا نہ کوئی طعنہ؟ ہمارے ہاں کچھ نہ کچھ مانگنے لگ جاتے ہیں۔ میں دعا کروں تو اللہ قبول کر لے۔ اس سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ پر کسی کی نہیں چلتی۔ جب تک کوشش کر سکے تو کی لیکن جب اللہ کی طرف سے فیصلہ آ گیا تو بات ختم ہو گئی۔

ہم اپنی نسلوں کو کیسے ڈوبنے سے بچائیں؟

حضرت نوح کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایک سوال کھڑا کر دیا کہ آج کے دور میں ہمارے لیے کئی ایسے فتنے ہیں کہ جس سے انسان خود کو بھی اور اولاد کو بھی بچائے۔ تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو فتنہ کہا گیا اور فتنہ کہتے ہی اس چیز کو ہیں کہ جس کا صحیح استعمال انسان کو خیر دے اور اس کا غلط استعمال شر میں بدل دے۔ فتنہ ہر وہ چیز ہوتی ہے کہ جس کو صحیح طریقے سے استعمال کریں گے تو وہ خیر کی چیز ہوگی اور اگر اس کا استعمال غلط کیا جائے تو وہ شر کی صورت بنتی ہے۔ قرآن پاک میں تین جگہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اور بیوی کو فتنہ کہا۔ اولاد کی کس طرح سے تربیت کی جائے کہ وہ ان فتنوں سے بچیں۔

آج کے دور میں سب سے بڑا فتنہ نفسانی خواہشات کا ہے اس کے بعد دو سرفتنہ اولاد کا ہے۔ یہ ایک آزمائش ہے، اللہ نے اس کو رحمت بنایا تھا لیکن ہم اس کو زحمت بنا لیتے ہیں۔ کوئی بچہ دنیا میں گناہ کرتا ہوا نہیں آتا لیکن بعض دفعہ ماں باپ اس قسم کی تربیت کر دیتے ہیں کہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ زیادتی ہو جاتی ہے۔

سورة انفال آیت 28 میں اللہ تعالیٰ نے اس کو فتنہ کہا؛

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا آمَوَ الْكُفْرُ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔ اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے

اسی طرح سورة تغابن میں آیت 14 میں کہا؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ۔ اے لوگو جو ایمان

لائے ہو، تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہو۔

ہمارے اس سبق میں دونوں فتنے ساتھ ہیں، نوح کی بیوی اور بچہ دونوں فتنہ بن گئے۔ گویا پتہ چلا کہ نیک لوگ بھی آزمائشوں کا شکار ہوتے ہیں۔

آج جب کوئی ہماری اولاد کے بارے میں بات کرے تو ہمیں غصہ بہت لگتا ہے، انسان کے دل میں اولاد کی محبت بہت ہوتی ہے لیکن دنیا کی سب سے سچی کتاب میں نوح کے بیٹے کی مثال دے دی گئی۔ نوح کو برا نہیں لگا۔

اللہ نے یہ ہم سب کو اس لیے بتایا۔ اللہ کے نبی کی ایک خوبصورت روایت ہے اولاد حُزن اور غم کا باعث ہے، یعنی اولاد ایک ایسی چیز ہے جو بندے کو غم دیتی ہے اس کے اندر دل لگا رہتا ہے یہ انسان کو بزدل کر دیتی ہے۔ اولاد کی محبتیں انسان کے لیے اذیت کا باعث بنتی ہیں۔ اولاد بندے کو غم کیسے دیتے ہیں؟ ہر وقت اس میں غم پڑا رہتا ہے۔ یہ بیمار نہ پڑ جائے اس کو ٹھنڈ نہ لگ جائے، ہو انہ لگ جائے یہ بچپن میں غم ہوتے ہیں۔ تھوڑا بڑا ہو تو پڑھتا نہیں ہے۔ جوان ہو تو ملازمت نہیں کرتا۔ اولاد غم کا باعث ہے۔

اولاد بزدلی کا باعث کیسے ہے؟

اللہ کی خاطر جان دینے کی بات آئے تو کہتے ہیں میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ یہ بچے بزدل بنا دیتے ہیں۔

اولاد جہالت کا ذریعہ ہے۔ کہا جاتا ہے دین سیکھ لو تو کہتے ہیں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کی روزی روٹی بھی تو کرنی ہے، دین سیکھنے کے لیے وقت کیسے نکالوں؟ میں تو ان کے لیے مال کماتا ہوں۔

اولاد بندہ کو بخیل بناتی ہے کیسے؟ اللہ کے راستے میں خرچ کرو تو کہتے ہیں کیا کروں خرچے بہت ہیں ابھی بچے بھی ہیں، ان کی شادیاں بھی کرنی ہیں، ابھی پڑھ رہے ہیں۔

سورۃ توبہ آیت 55 میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں؛

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ۔۔۔ ان کے مال و دولت اور ان کی کثرت اولاد کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ،

ان کے مال اور اولاد کو دیکھ کر رشک نہ کھاؤ۔ بلکہ ہمیں کیا سکھایا، سورۃ سجدہ میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں؛
اللہ میری اولاد اور بیوی بچوں کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔

کیا کیا جائے، اولاد اور نسلوں کی حفاظت کے لیے زندگی کا آغاز ہی اچھے راستے سے کریں، رشتوں کا انتخاب! اچھی لڑکیوں اور اچھے مردوں سے شادیاں کی جائیں۔

حدیث کے الفاظ ہیں کہ؛ تو اپنی ازدواجی زندگی میں نیک بیوی کے ساتھ کامیاب ہو۔

اولاد کی ایمانی تربیت کی کوشش کی جائے۔ جتنا ہم ان کی جسمانی تربیت کی کوشش کرتے ہیں۔ جسمانی نشوونما کی کھانے پینے کی ان کا کیلشیم چیک کرواتے ہیں۔ اسی طرح کوئی لیول رکھیں اور دیکھیں آپ کے بچوں کا ایمان کس لیول پر ہے۔

ماں اور باپ کا اپنا ایمان درست کرنے کی ضرورت ہے۔ جتنا ماں باپ کا ایمان بڑھے گا ان کا اللہ سے تعلق ہو گا اتنا بچوں کا بھی بڑھے گا۔

قرآن ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو بڑی بڑی برائیوں میں پیچھے کر دیتا ہے۔

ہمیں خود کو شش کرنی ہے کہ ہم فتنوں کے سامنے دیوار بن سکیں اور ہم اس طرح سے اپنے بچوں کو اس ہر چیز سے بچائیں جو ان کے ایمان خراب کر سکتی اور کبھی اندھا اعتبار نہ کریں۔ اندھا اعتماد انسان کو دھوکے میں ڈال دیتا ہے۔

اگر اتنے سال کی تربیت اور دین کے کام نوح اللہ کے فیصلہ کو نہیں ہٹا سکے تو ہم کسی خوش فہمی میں نہ رہیں۔ بچوں کو ساتھ لے کر چلیں دین کے کام اکیلے نہیں ہو سکتے۔

جن کے درجے ہیں سوا، ان کے امتحان بھی سوا ہیں۔

نبیوں کے امتحان عام لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں کیوں کہ اللہ نے ان لوگوں کو بڑا درجہ دینا ہوتا ہے تو لہذا نبی کے سامنے بیٹا ڈوبا لگ بھی تو ڈوب سکتا تھا۔ نبی کے سامنے ڈبویا گیا تا کہ نبی کو بھی یقین آجائے اور کہتے ہیں ناجو آنکھوں سے او جھل ہوتا ہے اس کا یقین بھی نہیں آتا۔

حضرت نوح کی آنکھوں کے سامنے موج آتی ہے اور بچے کو ڈبو کے لے جاتی ہے یہ بتاتا ہے کہ اللہ نبیوں کے امتحان سخت لیتا ہے۔ ایک اور بات پتا چلتی ہے کہ خون کے رشتہ نہیں بچاتے ایمان کے رشتہ بچاتے ہیں۔

انسان اپنی زندگی میں جو کچھ بھی کرتا ہے اولاد کے لیے لیکن اولاد کا برا انجام دیکھ کر دل پسینج جاتا ہے۔

خلاصہ؛ اللہ کے دین کے تقاضے آپ کی ذات سے پہلے ہیں اور اسی ساری چیزوں کے اندر رہتے ہوئے انسان اپنے آپ کو جتنا زیادہ اللہ پر رکھے گا اتنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو دوسری چیزوں پر رکھے۔

رجب کے مہینے میں عذاب آیا تھا 10 رجب کو اور 10 محرم کو عذاب ختم ہوا چھ ماہ تک کشتی چلتی رہی اور جودی پہاڑ (بابل میں ارارات پہاڑ کا نام آتا ہے جودی کا نہیں آتا)۔

عیسائیوں نے پوری کوشش کی کہ ارارات پہاڑ پر کشتی ڈھونڈیں لیکن ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکے اور اب قرآن میں جودی پہاڑ کا پڑھ کر اب جودی پر تلاش شروع کر دی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ قیامت سے پہلے وہ کشتی ضرور ملے گی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نشانی بنایا ہے۔

دعا کرتے ہیں کہ جس فتنہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو مبتلا کیا ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور ایسی آزمائش سے بچائے۔ آمین